

حضرت اقدس پیر و مرشد مولانا سید حامد میاں صاحب کے مجلس ذکر کے بعد درس حدیث کا سلسلہ وار بیان ”خانقاہ حامدیہ چشتیہ“ رانیونڈ روڈ لاہور کے زیر انتظام ماہنامہ ”انوار مدینہ“ کے ذریعہ ہر ماہ حضرت اقدس کے مریدین اور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچایا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت اقدس کے اس فیض کو تاقیامت جاری و مقبول فرمائے۔ (آمین)

اللہ کی مرضی کے مقابلہ میں اپنی خواہش کو فنا کر ڈالنا
معاہدہ مسلمان اور کافر دونوں سے پورا کرنا ضروری ہے
دو طرح کے ”مجاہد“ اور دو طرح کے ”مہاجر“
﴿ تخریج و تزیین : مولانا سید محمود میاں صاحب ﴾
(کیسٹ نمبر 74 سائیڈ B 1987 - 08 - 23)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهِ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ
وَالِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ اَمَّا بَعْدُ !

حضرت آقائے نامدار ﷺ ایک دفعہ خطبہ دے رہے تھے تقریر فرما رہے تھے اُس میں فرمایا کہ
لَا اِيْمَانَ لِمَنْ لَا اَمَانَةَ لَهُ اُس آدمی کے پاس یا اُس آدمی کے ایمان کا اعتبار نہیں جس کے پاس
دیانت داری نہ ہو امانت داری نہ ہو۔

وَلَا دِيْنَ لِمَنْ لَا عَهْدَ لَهُ ۱ اور اُس آدمی کے دین کا بھی اعتبار نہیں کہ جو عہد کا پابند نہ ہو،
وعدہ کر لے معاہدہ کر لے اور پابندی نہ کرے اُس کی، وہ بھی ایسے ہی ہے۔

تو اُدھر تو ارشاد فرمایا تھا کہ جو لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کہہ لے وہ جنت میں چلا جائے گا اُدھر یہ ارشاد فرما رہے ہیں کہ جو امانت دار نہیں اُس کا دین ہی کوئی نہیں اور جس نے عہد کی پابندی نہیں کی اُس کا دین ہی کوئی نہیں ایمان نہیں، دین نہیں۔ تو دونوں چیزوں میں بظاہر ایسے لگتا ہے جیسے کہ میل نہ ہو (حالانکہ) یہ بات نہیں ہے بلکہ یہ ہے کہ مسلمان کو جو جو کام کرنے چاہیں وہ بھی بتا دیے اور یہ بھی بتایا کہ اعمال سے غافل نہ ہو۔

اور آدمی اگر یہ سمجھے کہ میں خدا کے حقوق ادا کر دوں تو بس کافی ہو گئے یہ غلط فہمی ہے اُس کی، یہ امانت داری دوسرے کا حق ہے خدا کا نہیں ہے بندوں کا ہے اور معاہدہ کرے اور اُس کی پابندی یہ بندوں کا حق ہے اور اُس میں آ کے مسلمان بھی کافر بھی دونوں برابر ہو جاتے ہیں، یہ نہیں ہے کہ آپ نے مسلمان سے وعدہ کیا ہے تو پھر تو پورا کریں اور کافر سے کیا ہے تو پابند نہیں ہیں ایسے نہیں ہے بلکہ پابندی ضروری ہے۔

بین الاقوامی معاہدے اور اسلامی اصول :

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ کا ہی قصہ ہے کہ ایک معاہدہ کی مدت ختم ہونے لگی تو انہوں نے لشکر کشی کا ارادہ کیا اور لشکر لے کر روانہ ہو گئے، پیچھے سے ایک صاحب نے آواز دی کہ وَقَاءَ لَا غَدْرَ وَقَاءَ لَا غَدْرَ! انہوں نے بلایا اور بات سنی کہ کیا مطلب ہے اس کا کہ وفا کرو یعنی عہد پورا کرو غداری نہ کرو؟ پھر انہوں نے بتایا کہ اگر کوئی لوگ آپ سے معاہدہ کرنے کے بعد مطمئن ہوں غفلت میں ہوں مغالطہ میں ہوں (اور اس خیال میں ہوں) کہ ہم معاہدہ (میں مزید توسیع) کر لیں گے اب وعدہ تقریباً اس مہینے کے ختم پر ختم ہو جائے گا تو ختم ہوتے ہی حملہ اگر آپ کریں گے تو اچانک ہوگا اور اُن کے خیال کے خلاف ہوگا وہ اطمینان سے ہوں گے وہ سمجھتے ہوں گے کہ کوئی ایسی بات نہیں ہے خطرے کی اور آپ اُن کی غفلت سے فائدہ اٹھائیں گے۔ (اور اُن کی) وہ غفلت ہوگی آپ پہ بھروسے کی وجہ سے، اُس نے آپ پہ بھروسہ کیا اس وجہ سے وہ غفلت میں ہیں تو یہ بھی ایک طرح سے

بدعہدی ہے، میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے لہذا ایسا نہ کریں (بلکہ) انہیں پہلے بتلا دیں کہ آئندہ آپ معاہدہ نہیں کریں گے اُس کے بعد حملہ کریں پھر وہ عداوتی نہیں ہے ورنہ عداوتی ہوگی۔
کلمہ گود و قسم کے ہیں :

مسلمان کو یہ بتلایا گیا کہ جو لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کہہ لے گا جنت میں چلا جائے گا اس کے دو مطلب ہیں ایک یہ کہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ (ﷺ) اس اقرار کے جو تقاضے ہیں وہ سارے پورے کرے تو جنت میں جائے گا اور ممکن ہے بلا حساب ہی چلا جائے گا۔
اور دوسرا مطلب یہ ہے کہ آخر کار جنت میں چلا جائے گا سزائیں وغیرہ بھگتنے کے بعد جو بھی کچھ حال گزرے وہ گزرنے کے بعد، خدا پناہ میں رکھے وہاں کی ہر قسم کی تکلیف اور سزا سے، تو اُس سے گزر کر وہ پہنچے گا وہاں، جنت ہی میں پہنچے گا جنت میں جانے کا وہ مستحق بن چکا ہے یہ مقصد ہے رسول اللہ ﷺ کا، دو میں سے ایک مقصد ہے گویا۔

یہ مطلب نہیں ہے کہ بس جس نے یہ کہہ لیا تو پھر ضرور جنت ہی میں جائے گا چاہے جو کرتا پھرے یہ نہیں ہے بلکہ بڑے سخت کلمات ہیں اور اُس میں یہ ہے کہ لَا إِيمَانَ لِمَنْ لَا أَمَانَةَ لَهُ اور لَا دِينَ لِمَنْ لَا عَهْدَ لَهُ امانت نہیں تو ایمان نہیں معاہدہ کی پابندی نہیں ہے تو دین نہیں۔
اور دین کا مطلب اسلام ہے ﴿ إِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ ﴾ ﴿ وَمَنْ يَتَّبِعْ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ ﴾ تو دین اور اسلام ایک ہی معنی میں ہے۔
کامل مومن کی علامت :

مسلمان کون ہے ؟ حدیث شریف میں آتا ہے : مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لَسَانِهِ وَيَدِهِ
کامل مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں وَالْمُؤْمِنُ مَنْ أَمِنَهُ النَّاسُ
مومن وہ ہے جس سے لوگ مطمئن رہیں عَلَى دِمَائِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ ۚ جان اور مال کے بارے میں وہ
مطمئن ہیں کہ کوئی نقصان اس سے ہمیں نہیں پہنچے گا۔

اَوَّلَ دَرَجَةِ مِيْدَانِ جِهَادٍ :

اس میں آتا ہے یہ **وَالْمُجَاهِدُ مَنْ جَاهَدَ نَفْسَهُ فِي طَاعَةِ اللّٰهِ** ”مجاہد“ کے ایک معنی تو وہ ہیں جو میدانِ جہاد میں جائے وہ تو اولین درجہ ہے سب سے بلند درجہ ہے بہت مشکل ہر ایک کے بس کا بھی نہیں ہے صحت نہ ہو تو جوان کے بھی بس کا نہیں۔

باقی فرمایا **مَنْ جَاهَدَ نَفْسَهُ فِي طَاعَةِ اللّٰهِ** جو اپنے نفس سے جہاد کرے اپنے نفس کے خلاف کر لے کہ اللہ کی اطاعت کا تقاضا یہ ہے اور میرے نفس (کی چاہت) کا تقاضا یہ ہے تو اُس میں وہ اپنے نفس سے لڑے اور خدا کا حکم جو ہے وہ پورا کرنے کی پابندی کرے اور اُس کو ترجیح دے۔

اور مہاجر ! مہاجر تو اُس کو کہتے تھے کہ اسلام کی خاطر اپنا وطن چھوڑ کر آجائے مدینہ طیبہ ارشاد فرمایا **وَالْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ الْخَطَايَا وَالذُّنُوبَ** ۔ مہاجر کے اور معنی بھی ہیں وہ معنی یہ ہیں جو گناہ کے کام چھوڑ دے جو غلطیاں کرنی چھوڑ دے **خَطَايَا وَالذُّنُوبَ** وہ مہاجر ہے ”ہَجَرَ“ کا معنی چھوڑنا ”مُهَاجِرٌ“ کا معنی وطن چھوڑ کر آنے والا، آپ نے ارشاد فرمایا وطن چھوڑ کر آنے والا تو ہے ہی ہے جو خطاؤں اور گناہوں سے بچے اور چھوڑ دے اُن کو کرنا وہ مہاجرِ کامل ہے تو ایمانِ کامل اُس کا جو امانتدار، ایمانِ کامل اُس کا جو بات کا اور عہد کا پابند ہو ﴿وَأَوْفُوا بِالْعَهْدِ إِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُولًا﴾ عہد جو ہے پورا کرنا پڑے گا کیونکہ اس کے بارے میں سوال ہوگا۔

دو طرح کے ”مجاہد“ :

اور ادھر یہ بتلا دیا کہ مہاجر کے بھی دو ہی معنی سمجھ لو اور مجاہد کے بھی دو ہی معنی سمجھ لو۔ ایک وہ جو فی سبیل اللہ ہے (یعنی) میدانِ جہاد اور ایک وہ ہے جو میدانِ جہاد میں نہیں ہے (مگر) اپنے نفس سے لڑتا ہے، خدا کی اطاعت کا اور اپنے نفس کا جہاں ٹکراؤ ہو جائے تو وہاں اپنے نفس کو چھوڑ کر خدا کی اطاعت کرتا ہے۔

دو طرح کے ”مہاجر“ :

اور مہاجر ! مہاجر کے معنی چھوڑنے والا تو ایک تو وہ معنی ہیں جو (دین اور ایمان کی خاطر) وطن چھوڑ دے اور دوسرے معنی یہ ہیں کہ خطا اور گناہ، یہ کام چھوڑ دے۔

اللہ کے لیے محبت اور نفرت کی وضاحت :

آقائے نامدار علیہ السلام نے فرمایا کہ مَنْ أَحَبَّ لِلَّهِ وَأَبْغَضَ لِلَّهِ جس آدمی کی حالت یہ ہو جائے کہ کسی سے محبت ہے تو خدا کے لیے اور بغض ہے تو خدا کے لیے وہ نہ خوبصورت دیکھتا ہے اور نہ بدصورت دیکھتا ہے نہ غریب دیکھتا ہے نہ امیر دیکھتا ہے اُس کو یہ پسند ہے کہ وہ خدا کی اطاعت کر رہا ہے وہ نیک ہے اُس سے اُس کو محبت ہو جاتی ہے اور چاہے کتنا بھی خوبصورت ہو کتنا بھی مالدار ہو کتنا بھی بااثر ہو جب وہ گناہ کا کام کرتا ہے تو وہ اُسے پسند نہیں آتا اُس سے اُسے نفرت ہوتی ہے۔

اور اگر گناہگار آدمی توبہ کر لیتا ہے تو اُس سے اُسے محبت ہو جاتی ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ جو نفرت تھی اس آدمی سے وہ بھی خدا کے لیے، جب اس نے توبہ کر لی گناہ کے کاموں سے تو محبت ہو گئی اس کا مطلب ہے خدا کے لیے ہوئی، تو مَنْ أَحَبَّ لِلَّهِ وَأَبْغَضَ لِلَّهِ وَأَعْطَى لِلَّهِ وَمَنَعَ لِلَّهِ وہ خرچ بھی کرتا ہے خدا کی رضا کے لیے رکتا بھی ہے تو خدا کی خوشنودی کے لیے فَقَدْ اسْتَكْمَلَ الْإِيمَانَ ۱۔ ایسے آدمی کو سمجھو کہ ایمان اُس نے مکمل کر لیا اپنے نفس کو ختم کر دیا درمیان سے، معاملات جو بھی ہو رہے ہیں اُس کے ذریعے وہ وہ ہو رہے ہیں جو خدا نے بتائے ہیں اور جو اپنا نفس چاہتا ہے اُس کو اُس نے فنا کر دیا جو خدا کی مرضی ہے بس اُس پر وہ چلتا ہے کہ یہ ٹھیک ہے اور اسی طرح کرنا ہے، تو جو آدمی اپنے نفس کو بیچ میں سے بالکل ہٹا دے تو آقائے نامدار علیہ السلام فرماتے ہیں فَقَدْ اسْتَكْمَلَ الْإِيمَانَ اُس نے اپنا ایمان مکمل کر لیا۔ یہ کمال ایمانی کی دلیل ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایمان کامل عطا فرمائے اپنی رضا سے نوازے اور آخرت میں رسول اللہ

علیہ السلام کا ساتھ نصیب فرمائے، آمین۔ اختتامی دُعاء..... ❁ ❁ ❁